مولانا زبیر احمد

عاشق رسول خدا، عالم باعمل، یادگار اسلاف

کیا گئے ...... بزم کی رونق چلی گئی

كل من عليها فان ويبقىٰ وجهه ربك ذو الجلال والاكرام

ومن مذهبى حب النبى وكلامه ‏‏‏ وللناس مما يعشقون مذاهب

ماهرچه خوانده ایم فراموش کرده ایم ‏‏‏ الاحدیث یار که تکرار می کنیم

کہنے کو تو گل ہوا ہے فقط ایک ہی چراغ
سچ پوچھیے تو بزم کی رونق چلی گئی

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کی ایک علامت ان موتیوں کا ورد بھی ہے جو صاحب جوامع الکلم، پیغمبر علم وحکم نبی مکرم، رسول معظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے رحمت بن کر برسے اور میراث علم بن کر چہار سو پھیلے ہیں۔ جن کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جوہر شناس نگاہوں نے چن چن کر اپنے دامن میں سمیٹا اور پھر سخی بن کر سائلین علم اور شائقین عمل کو ان موتیوں سے مالا مال کیا۔ پھر یہ سلسلہ نسل در نسل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین کی روحانی اولاد میں چلتا رہا کہ پہلے وہ خود اکتساب علم کرتے رہے اور پھر آنے والوں کے کاسہ گدائی (قلب) کو بھی لبالب علم کے موتیوں سے بھرتے رہے اور علمی خوشبو سے معطر کرتے رہے۔ برصغیر میں اس سلسلہ کو سند کے طور پر سب سے پہلے لانے کا اعزاز حکیم الامت، مجدد ملت، مبلغ قرآن وسنت سیدنا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔ پھر آپؒ کی پارسا اولاد واحفاد کے ذریعے یہ مبارک محنت کا سلسلہ اکابرین علماء دیوبند تک پہنچا ان علماء دیوبند میں ایک روشن نام استاذ العلماء محبوب الصلحاء، رئیس الاتقیاء حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ کا بھی ہے، جنھوں نے پہلے تو سالہا سال دارالعلوم دیوبند میں تدریس کی اور پھر پاکستان آ کر دیوبند ثانی ''دارالعلوم حقانیہ'' کی بنیاد رکھی، جہاں تاریخ کے نامور ''درفرید'' پیدا ہوئے۔ دیگر اکابرین کی طرح حضرت مولانا عبدالحقؒ کا بھی میرے دادا جان خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان ؒ کے ساتھ بڑی ہی محبت وشفقت کا تعلق تھا اور دوسری طرف حضرت دادا جانؒ بھی بڑی محبت و احترام سے

پیش آتے۔ ملک میں چلنے والی تحریکات میں یہ شخصیات ایک سٹیج پر اکھٹی رہیں۔اور آج یقیناً خُلد بریں میں بھی دیگر اکابرین کے ساتھ یہ شخصیات بھی رب کریم کی کریمی سے لطف اندوز ہورہی ہوں گی۔

دارالعلوم حقانیہ میں مسانید علم پر ہر دور میں نامور علماء اور شیوخ کا ورودِ مسعود رہا ہے۔ان میں ایک نام عاشق رسول خدا ﷺ 'عالم باعمل' یادگار اسلاف مجسمہ اخلاص' صاحب عجز وانکساری' نمونہ مہر وفا' پرتو اکابرؒ استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ کا بھی ہے۔دارالعلوم حقانیہ کی مسند حدیث پر فائز ہونا ہی آپ کے اہل علم ہونے کی نشانی ہے، گوعمر تو قلیل پائی لیکن زاد راہ یعنی توشہ آخرت کثیر لے کر گئے۔ ایک بزرگ کا نہایت ہی قیمتی ملفوظ ہے' گناہوں میں لتھڑے ہوئے عشروں سے نیک اعمال والے چند سال بہتر ہیں۔ ہاں عمر نوح مثل کسب نوحؑ ہو تو پھر کیا کہنے اور حدیث میں نیک اعمال والی لمبی عمر کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ایک بزرگ کی عمر ستر سال سے تجاوز کرگئی' ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کی عمر کتنی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا بیٹا۔میری عمر صرف دو سال ہے۔ وہ شخص بڑا حیران ہوا اور کہا حضرت آپ تو بزرگ ہیں، خدارا! جھوٹ تو نہ بولیں' دو سال عمر کیسے ہوسکتی ہے؟ صدی کے دکھائی دیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: بیٹا! ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔میری زندگی کے یہی دو سال ہیں جو گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے میں گزرے ہیں اور بیٹا اصل عمر وہی ہے جو طاعت خداوندی میں گذر جائے۔حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ نے بھی ساری زندگی دین پڑھنے اور پڑھانے میں گزاری اور ایک ایسا نامہ اعمال خدا کے حضور لے کر گئے جہاں ایک طرف صرف ونحو کی مباحث لکھی ہوں گی تو ساتھ فقہ وادب کی عبارات بھی ہوں گی۔ایک طرف ائمہ مجتہدین کے تذکرے ہوں گے تو دوسری طرف اپنے اکابرین کے علم وتقویٰ کا مثالی کردار بھی ہوگا۔پھر نامہ اعمال کے آخری حصہ میں ایک طرف قرآن مجید کی تفسیر ہوگی تو دوسری طرف عن ابی عمرؓ عن ابی هريرة 'عن انس بن مالكؓ عن عائشةؓ قال قال رسول الله ﷺ کے پرنور الفاظ ہوں گے۔ایک اعرابی کی دعا کے بہترین الفاظ آج بھی حصن حصین کی زینت ہیں۔ اللهم اجعل خير عمرى اخره وخير عملى خواتيمه وخيرايامى يوم القاك فيه (اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل یہ دعا بندہ ناچیز اور تمام قارئین اور پوری امت کے حق اپنے فضل خاص سے قبول فرمائے۔امین)

اور یہ بات بالاتفاق سب جانتے ہیں کہ تمام خیر الامور میں بعد از فرائض درجہ علم کا ہے۔ایک حدیث میں ہے علم کا ایک مسئلہ بتادینا سو رکعت نماز نفل سے افضل ہے اور علم کا پورا باب سکھا دینا ہزار رکعت نماز نفل سے افضل ہے اور علم کا پورا باب سکھا دینا ہزار رکعت نماز نفل سے افضل ہے۔ایک عالم دین کی مغفرت اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر فرمادی کہ ایک بار راستے میں اس سے ایک بڑھیا نے دین کا ایک مسئلہ پوچھ لیا تھا۔انہوں نے وہ مسئلہ بتادیا۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی مغفرت کا ذریعہ بنادیا اور علم میں قرآن وحدیث کا مقام کسی سے مخفی نہیں۔قرآن مجید کے

بعد دوسرا نمبر حدیث شریف کا ہے۔

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ فرمایا کرتے تھے' حدیث شریف کا علم تمام علوم میں ممتاز ہے کیونکہ قرآن مجید جو علم کی بنیاد ہے وہ اس کے بنا سمجھ میں نہیں آسکتا۔ قرآن مجید علم کا محل' حدیث شریف اس کا دروازہ اور فقہ اس کی سیڑھیاں اور علماء ان تک پہنچنے کا راستہ ہیں۔ حدیث شریف پڑھانے والے کو تو خود سرکار دو عالم' روح دو عالم' جان دو عالم' پیغمبر دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

نضر الله عبداً سمع مقالتی فحفظها ووعاها واداها (سرسبز وشاداب رہے) خوش رکھے' شاد رہا' آباد رہے میرا وہ امتی جو میری بات سنے پھر اسے یاد کرے پھر اسے محفوظ رکھے اور پھر اسے دوسروں تک پہنچائے۔(اللھم اجعلنا منھم ومعھم)

اب حدیث شریف پڑھنے' پڑھانے اور یاد کرنے والے کو یہ فضیلت حاصل ہوجاتی ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ خبر نہ پانے کے باوجود نبوت کے مستجاب الدعوات لبوں سے نکلی ہوئی دعا کا مستحق ہوجاتا ہے۔ اور جس کے لئے دعا سرکار دو عالم ﷺ کی ہو اس کے دونوں جہان آباد ہوگئے۔ محدثین نے اس دعائیہ حدیث کی شرح میں ایک بڑا علمی نکتہ لکھا ہے کہ یہ دعا دیتے وقت آنحضرت ﷺ نے دنیا کی قید نہیں لگائی کہ نضرا الله عبداً فی الحیواة الدنیا اوفی حیاته کے الفاظ نہیں فرمائے بلکہ نضرا الله عبداً کو زمانہ کی قید سے پاک کرکے دعا دیتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ میری باتیں سیکھنے اور سکھانے والے دونوں جہانوں میں آباد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم کی زندگی کو قابل رشک ہوتی لیکن ان کی موت بھی قابل رشک ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو ایک طرف تو دعا پیغمبرانہ ہے (علیٰ الصلوة والسلام ابداً ابداً) اور دوسری طرف یہ اہل علم اور محدثین بھی امام الائمہ المحدثین سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام المحدثین سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سلسلۃ الذہب کا ایک بے مثل اور قیمتی بندھن ہیں جن کی قبروں سے خوشبو مہکی اور جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ تو اپنی تصانیف میں یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ حدیث شریف پڑھتے پڑھاتے ہیں ان کا سلسلہ گنبد خضریٰ سرکار دو عالم ﷺ سے نورانی تاروں (شعاعوں) سے جڑا ہوتا ہے' چونکہ حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ جامعہ کے استاد الحدیث تھے۔ اس مناسبت کی وجہ سے حدیث شریف پڑھانے والوں کا مقام اس مضمون میں بیان کیا ہے جو ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ پر پورا پورا صادق آتا ہے۔ باقی ایک شخص اخلاص وللّٰہیت سے نورانی قاعدہ پڑھاتا ہے تو اسکا مقام بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اخلاص کی وجہ سے اس صاحبِ علم سے بلند ہے جو اپنے اندر ریا

کا شکار ہے (اعاذنا اللہ مع)

الحمدللہ ہمارے اکابرین میں اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی رحمۃ اللہ میں جہاں صفت اخلاص کمال درجہ کی تھی، وہیں قدرت نے آپؒ کو عاجزی سے بھی خوب نوازا ہوا تھا۔ بندہ ناچیز کے ساتھ حضرت دادا جانؒ کی نسبت کی وجہ سے بہت محبت فرماتے (اللہ تعالیٰ اس نسبت کو بالا یمان اپنے فضل سے دونوں جہانوں میں سلامت رکھے۔آمین)

جب بھی بات ہوتی تو فرماتے: میں تمہارے لئے دعا کرتا رہتا ہوں، تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ایک بار مجھے فرمایا میں نے آپ کے دادا جان حضرت خطیب اسلامؒ پر منظوم کلام لکھا ہے، اپنی کتاب میں اس کو شامل کر رہا ہوں۔تم مجھے ان کی زندگی کا مختصراً خاکہ لکھ کر بھیجو، تفصیل میں خود کرلوں گا۔وہ ہمارے اکابرؒ میں سے تھے اور ان کے ساتھ مجھے بھی نشست و برخاست کا شرف حاصل ہے۔

فانی کا لاحقہ آپؒ کی عاجزی وفکر آخرت کی ایک بہترین مثال ہے۔آپؒ کی ایک اور بات جس نے مجھے بہت متاثر کیا وہ عربی، فارسی، اردو اور پشتو ادب پر عبور تامہ کا ہونا ہے۔آپؒ کا ان زُبانوں میں منظوم بہترین کلام ادبی تاریخ کے ماتھے کا وہ جھومر ہے جس کو خریدنے کیلئے خود تاریخ کو بھی ایک تاریخ کی ضرورت رہے گی۔

ادیب العصر، شیخ کامل اور محبوب سبحانی
کہ ہم عصروں میں اب تک کوئی نہیں تیرا ثانی
خدائے لم یزل نے تجھ کو بخشا کیف حسانیؓ
تھا تو اپنی مثال آپ اے میرے ابراہیم فانیؒ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر ان گنت درود و سلام نازل فرمائے اور وہ باقی اپنے بندے (مولانا محمد ابراہیم فانیؒ سمیت تمام اکابرینؒ وجمیع مسلمانوں کی قبور پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرماتے۔آمین ثم آمین

☆ ☆ ☆

تلخیٔ ساغر پہ تجھ کو ناز ہے پیر مغاں
ہم بھی یاں پر تلخیٔ ایام لے کر آئے ہیں
(فانیؔ)

☆ ☆ ☆